OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com



# نبی کریم ﷺ اور جدید فیملی لائف بطور باپ، بیٹا، اور شوہر

# The Life of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) in the Context of the Modern Family as a Father, Son, and Husband

**Hina Bibi**

*Mphil scholar, Department of Islamic studies, Shaheed Benazir butto women University peshawar Pakistan*

**Dr. Naseem Akhtar (Corresponding Author)**

*Associate Professor, Department of Islamic studies, Shaheed Benazir Butto Women University Peshawar Pakistan*

*Email: khtr_nsm@yahoo.com*

## Abstract

This article explores the family life of Prophet Muhammad (Peace Be upon Him) as a father, son, and husband, and examines its relevance to modern family systems. Using a qualitative and analytical approach, the study highlights how the Prophet's conduct within the family provides a comprehensive model for emotional intelligence, ethical leadership, and balanced interpersonal relationships as a son, Prophet Muhammad (PBUH) demonstrated deep respect, gratitude, and loyalty toward his elders, particularly his uncle Abu Talib, ecting values offilial piety and moral responsibility. As a husband, he exemplified compassion, mutual respect, emotional support, and justice, emphasizing partnership rather than authority-based dominance. His interactions with his wives illustrate effective communication, patience, and acknowledgment of women's rights-principles highly relevant to contemporary marital life. As a father, he

CC BY

showed affection, mercy, and active involvement in the upbringing of children, challenging rigid and emotionally distant parenting norms still prevalent in many societies.

The study argues that the Prophet's family life offers a timeless framework adaptable to modern challenges such as work-life balance, gender roles, parenting stress, and emotional disconnection with in families. By integrating prophet teaching into contemporary family discouse, this research concludes that Islamic family ethics can contribute meaningfully to healthier, more compassionate, and stable family structures in the modern world

**Keywords:** Life of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him), Modern Family, Father, Son, and Husband

## نبی ﷺ بطور باپ

وَقَالَ تَعَالٰی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[1]

اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔[2]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم میں سے ہر ایک شخص حاکم اور نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا، بادشاہ تمام ملک پر حاکم ہے۔ لہذا اس سے اس کی تمام رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا حاکم ہے، اس لئے اس سے اپنے گھر والوں کی پرستش ہو گی، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے، اس لئے اس سے بھی پوچھا جائے گا اپنے گھر کے بارے میں، اور غلام آقا کے مال کا نگران ہے، اس سے اس کے متعلق سوال ہو گا خلاصہ یہ کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے لہذا ہر ایک سے باز پرس ہو گی۔[3]

نبی ﷺ نے عورت کو تین حقوق دیے

## عورت بحثیت ماں

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایل ایمان کے لئے جنت ماں کے قدموں تلے قرار دے کر ماں کو معاشرے میں سب سے زیادہ عزت و قار بخشا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ۔[4]

مان کے الفاظ شہد کی مٹھاس کی طرح دل کو لذت بخشتے ہیں۔ اور جب وہ اپنی پیار بھری باتوں سے ہماری کانوں میں رس گھولتی ہے تو ہمارے دل محبت اور سکون سے بھر جاتے ہیں۔ ماں کی پیشانی میں نور ہے، اسکی آنکھوں میں سرور کا جلوہ ہے جو اسکے بے خلوث محبت کی عکاسی کرتی ہے۔ دل میں رحمت کا سمندر اور ہاتھوں میں شفقت کا بے پایاں خزانہ ماں کی محبت کا خاصہ ہے، ماں

کی آغوش میں راحت و سکون کا ایک بے مثال احساس ہے جو دنیا کے کسی اور رشتے میں نہیں، ماں کی محبت، نوازش اور اس کی شان و عظمت ہمارے دلوں میں ہمیشہ رہتی ہے۔

**بیٹی کی حیثیت سے**

حضور کے زمانے میں بیٹی کی پیدائش کو معاشرتی طور پر ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے بیٹیوں کو عزت واحترام دیا، اور معاشرتی سطح پر ان کا مقام بلند کیا۔ اسلام میں بیٹیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی ہدایت کی گئی۔ جو ان کی قدر و منزلت کو نمایاں کرتی ہے۔ یہ تعلیمات اس وقت کے معاشرے کے رویے کے خلاف تھی۔ اور بیٹیوں کو برابر کے حقوق دئے گئے۔ جس طرح قران میں ہے۔

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ[5]

ترجمہ۔

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہو دو سے زائد تو ان کے لیے اس ترکے کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔[6]

قرآن نے بیٹی کی پیدائش پر جو غم وغصہ دکھایا جاتا تھا اسے جاہلیت کی رسم اور انسانیت کی توہین قرار دے کر اسکی خدمت کی ترغیب کی ہے۔ یعنی بیٹی کی پیدائش پر ناراضگی یا افسوس کرنا انسانیت کی تذلیل ہے۔ اور اسکی کوئی بھی صورت قابل قبول نہیں ہے۔ قرآن نے اس رویے کو غلط قرار دے کر انسانیت کو اس سے بچنے کی تلقین کی۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔[7]

ترجمہ:

اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جس کے ساتھ اس نے رحمن کو متصف کیا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم وغصے میں بھرا رہتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں دبا دے؟ دیکھو کیسے برے حکم ہے۔ جو یہ خدا کے بارے میں لگاتے ہیں۔[8]

بیوی کی حیثیت سے حق

اللہ نے ازدواجی تعلقات کو انسانی معاشرت کی بنیاد قرار دیا ہے، ازدواجی تعلقات اور خاندان کو قرآن نے انسانی نسل کے تسلسل کے لئے اللہ کی عنایت کیا ہے۔

واللهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللهِ هُمْ يَكْفُرُونَ[9]

ترجمہ۔

اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے لئے جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے جوڑوں (یعنی بیویوں) سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا فرمائے اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا، تو کیا پھر بھی وہ (حق کو چھوڑ کر) باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے وہ ناشکری کرتے ہیں۔[10]"

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یارسول اللہ میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جارہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم واپس چلے جانا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔[11]

اسی طرح ایک اور روایت میں عورتوں پر ظلم وزیادتی کی ممانعت بھی کی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے صنف نازک کو مارنے پیٹنے یا اس کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے منع فرمایا۔

تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے، کہ پھر دوسرے دن اس سے ہمبستر ہو گا۔[12]

اسلام سے قبل عورتوں کو مردوں کی ملکیت سمجھا جاتا تھا اور نکاح میں ان کی مرضی کی کوئی اہمیت نہ تھی نبی ﷺ نے عورت کی رضامندی کو نکاح کے لئے ضروری قرار دیا۔[13]

**نبی ﷺ بطور شوہر**

انسانی معاشروں میں کمزور طبقات کے ساتھ ظلم وزیادتی روار کھا جاتا تھا۔ خاص طور پر عورتوں کے ساتھ، ان کو جائیداد میں اپنے حصے سے محروم رکھا جاتا تھا۔ عورتوں کے ساتھ ہر قسم کی بدسلوکی روار کھی جاتی تھی۔

نبی ﷺ نے ان کے لئے سخت وعید بیان فرما کر مسلمانوں عورتوں کو ان کی حق تلفی اور ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنے سے روکا۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے اور مسلمان معاشروں میں بھی یہ مذکورہ کمزور طبقات ظلم ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس بارے میں اسلام کی تعلیمات تو واضح ہیں۔ مسلمانوں کا طرز عمل اسلام سے مختلف چیز ہے اس کا الزام ان کے مذہب پر عائد نہیں کیا جاسکتا۔ کاش! مسلمان اس بات کو سمجھیں کہ ان کے غلط طرز عمل کی وجہ سے اسلام کی بدنامی ہو رہی ہے اور یوں وہ دو گونہ جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ایک حق تلفی اور ظلم اور دوسرا دنیا کی نظروں میں اسلام کی تذلیل اور اس کا استخفاف۔ گویا وہ اسلام کی تبلیغ کی بجائے اسلام کی طرف لوگوں کے آنے میں رکاوٹ ثابت ہو رہے ہیں۔[14]

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے۔ تو آپ نے فرمایا جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے چہرے پر مت مار نہ اسے برا بھلا یا بدصورت مت کہنا۔ اور اس سے (بطور تنبیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی کر۔[15]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔

**نبی ﷺ بطور بیٹا**

اگرچہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنی زندگی میں والدین کی خدمت کا موقع نہ مل سکا۔ لیکن آپ نے والدین کے حقوق و فرائض بیان فرما کر عائلی زندگی میں ان کے مقام و مرتبہ کو واضح فرمادیا۔ قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر والدین سے حسن سلوک اور ان کے مقام کی نشاندہی کی گئی ہے۔[16]

حدیث میں ہے والدین سے حسن سلوک

ایک روایت میں ہے، کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہامیں جہاد کرناچاہتاہوں۔ آپ نے فرمایاتمہارے والدین ہیں؟ اس نے کہاہاں آپ نے فرمایاان کی خدمت میں جہاد کرو

بنی کریم کے پاس ایک شخص آیااور کہایار سول اللہ میں جہاد کرناچاہتاہوں، اور آپ ﷺ سے شورہ لینے آیاہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیاتیری ماں ہے؟ اس نے کہا۔ہاں فرمایاتواس کے پاس رہاکرو کیونکہ جنت اس کے پاؤں سے نیچے ہے۔[17]

**قران میں والدین سے حسن سلوک**

واعْبُدُوااللّٰہَ وَلَاتُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔[18]

ترجمہ۔

اور اللہ تعالی کی عبادت اختیار کرواور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرواور والدین کے ساتھ اچھامعاملہ کرو۔ اور اہل قربت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور پاس رہنے والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت نہیں رکھتے، جو اپنے کو بڑارکھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں۔[19]

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔[20]

ترجمہ۔

لوگ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں کہ کیاپر خرچ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرناہو توماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کااور بے باپ کے بچوں کا، محتاجوں کا، اور مسافر کا، اور جو نیک کام کروگے تواللہ تعالی کو اس کی خوب خبر ہے۔(وہ اس پر ثواب دیں گے ہے۔[21]

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔[22]

اور تیرے رب نے کم کردیاکہ کہ کسی کی عبادت مت کرواور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیاکرو۔ اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یادونوں کوبڑھاپے کو پہنچ جائیں توان کو کبھی اُف بھی مت کہوں اور نہ ہی ان کو جھڑکنااور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنااور یوں دعاکرتے رہنا۔ کہ اے پر دوردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالااور پرورش کیاہے۔[23]

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[24]

ترجمہ۔

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کاحکم دیاہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کازور ڈالیں کہ تُو ایسی چیز کو میراشریک ٹھہراجس کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں توتوان کاکہنانہ ماننا۔ تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آناہے۔[25]

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا[26]

ترجمہ

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ سے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میرے اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر۔ میری ہی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ اور اگر تجھ پر نہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تو ان کا کچھ کہانہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا۔[27]

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ[28]

ترجمہ۔

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر توفیق دیجیے۔ کہ میں آپ کی نعتوں کا شکریہ کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے لیے صلاحیت پیدا کر دیجئے۔ میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ اور میں فرمانبردار ہوں۔[29]

**جدید فیملی لائف**

آپ ﷺ نے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کا شاندار معیار قائم فرمایا۔ اپنی بیویوں کے ساتھ آپ ﷺ جس طرح تعلق رکھتے تھے، اسکا اندازہ وحدیث وسیرت کی کتابوں میں بھری پڑی روایات سے ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے روایت ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مرض الموت میں بیویوں سے پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں قیام کروں گا مراد آپ ﷺ کا یہ تھا۔ کہ عائشہ کا دن کب ہو گا اس پر آپکی تمام بیویوں نے اجازت دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں۔ آپ ﷺ نے میرے پاس قیام فرمایا اور
میرے ہی پاس آپکا انتقال ہوا۔

مطلب یہ تھا کہ آپ کو بیماری میں بھی عدل وانصاف کا خیال تھا آج کل شوہر اپنے بیویوں کے درمیان عدل وانصاف بلکل بھی نہیں کرتا۔[30]

**باری کا تقرر**

آپ کا معمول مبارک تھا کہ ہر روز تمام ازواج مطہرات کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک ایک کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر تے جب ان کا گھر آتا جن کی باری ہوتی تو رات کو وہیں قیام فرماتے۔[31]

**سفر میں ازواج کی باری**

جب رسول اللہ سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے مابین قرعہ اندازی فرماتے۔
اس طرح قرعہ اندازی کے ذریعے متوقع ناراضگی و بدمزگی کا خاتمہ ہو جاتا اور گھر کا ماحول خوشگوار رہتا۔[32]

**گھر کا نظام**

آپ ﷺ کی تقریباً نو ازواج تھیں۔
اور اکثر معزز خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے حسن انتظام سے تمام کی تمام کو مساوی حقوق دیئے، ازواج مطہرات کے آسائشیں طلب کرنے کے نتیجہ میں ایلاء کر لیا کیونکہ آپ ﷺ نے تمام جہاں کے لیے نمونہ چھوڑنا تھا۔ اور لوگو کو یہ بتانا بھی مقصد تھا کہ زہد، صبر، عدل، اور
قناعت اور شکر کی تعلیم دی فضول خرچی اسراف اور تبذیر سے منع فرمایا۔
آپ کو تمام ازواج سے حضرت عائشہ زیادہ محبوب تھیں، لیکن آپ ﷺ نے ان پر لباس، زیورات آسائشات یا تحائف سے یہ محبت کبھی ظاہر نہ فرمائی۔ جو تمام بیویاں پہنتی وہی حضرت عائشہ پہنتی
تھیں، چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔
ہم تمام بیویوں کے پاس ایک جوڑا تھا۔[33]

**رضاعی تعلقات**

ایک بڑی لڑکی حُذافہ (جن کا لقب الشمار تھا) نے بچپن میں حضور کی خدمت کی تھی۔ غزوہ حنین کے موقع پر گرفتار ہو کر آئیں۔ انہوں نے فوجی نگرانوں سے کہا کہ میں تو تمہارے قائد کی بہن ہوں۔ یہ آپ ﷺ کے سامنے لائی گئیں، تو حضور نے بڑی مسرت سے استقبال کیا۔ اور اعزاز کے لیے چادر بچھائی۔ اور آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی اور پھر فرمایا۔ اگر چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو تمہیں قبیلے میں پہنچا دیا جایے گا۔ اف اچھے حسن سلوک سے وہ لڑکی مسلمان ہو کر آپ کے پاس روک گئی۔[34]

حسن سلوک کو حقوق والدین میں نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ بنی کریم ﷺ نے حسن سلوک کے دائرے کو حقیقی والدین سے بڑھا کر رضائی والدین تک وسیع کر دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے، کہ ان کے رضائی والد تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھادی اور اس پر انہیں بٹھایا۔ تھوڑی دیر میں آپ کی رضاعی والدہ بھی تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے چادر کا دوسرا حصہ بھی بچھا دیا اور اس پر انہیں بٹھایا۔ اتنے میں ان کے رضاعی بھائی بھی تشریف لائے، تو نبی کریم ﷺ سے ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور اسے والدین کے درمیان بٹھا دیا۔[35]

**حوالاجات**


[1] ۔التحریم، 6
[2] ۔زکریا عبد السلام الرسمتی، احسن الکلام، ج8، ص 462
[3] محی الدین ابی زکریا یحیی، ریاض الصالحین، ادارہ اسلامیات لاہور، ج1، ص 219
[4] ۔بخاری، امام بخاری، باب من احق الناس بحسن الصحبتہ، ج3، ح5971
[5] ۔سورت نساء11
[6] ۔محمد عبد الجبار، فتح الرحمان، الھدی، پرنٹرز، ج1، ص 124

[7] ۔سورت النحل58۔59
[8] ۔محمد عبد الجبار، فتح الرحمان، الھدی پرنٹرز، ج1ص435،
[9] ۔سورت النحل 72
[10] ۔محمد عبد الجبار، فتح الرحمان، الھدی، پرنٹرز، ج1، ص438
[11] ۔بخاری، کتاب الجھاد، باب کتابتہ الامام الناس، ح 3061
[12] ۔ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی، ح3895
[13] ۔بخاری، کتاب المناقب، باب مایکرہ من ضرب النساء، 5204
[14] ۔زکریا یحیی بن شرف، ریاض الصالحین، دارالسلام لاہور، ج1، ص 264
[15] ۔زکریا یحیی بن شرف، ریاض الصالحین، دارالسلام لاہور، ج1، ص272
[16] ۔محمد الیاس ہاشمی، حضور نبی ﷺ بحیثیت منتظم اعلی، نوریہ رضویہ پبلیکیشنزلاہور، اگست2014، ص195
[17] ۔خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران وتاجران لاہور، جنوری2021، ص 219
[18] ۔سورت النساء 36
[19] ۔زکریا عبد السلام الرسمتی، احسن الکلام، ج3، ص288
[20] ۔البقرہ 215
[21] زکریا عبد السلام الرسمتی، احسن الکلام، ج2، ص126
[22] ۔بنی اسرائیل 24،23
[23] ۔زکریا عبد السلام الرسمتی، احسن الکلام
[24] ۔العنکبوت 8
[25] ۔زکریا عبد السلام الرسمتی، احسن الکلام، ج6، ص496
[26] ۔لقمان14، 15
[27] ۔زکریا عبد السلام الرسمتی، احسن الکلام، ج7، ص45،44
[28] ۔الاحقاف 15
[29] ۔زکریا عبد السلام الرسمتی، احسن الکلام، ج8، ص10
[30] ۔محمد الیاس ہاشمی، حضور نبی ﷺ بحیثیت منتظم اعلی، نوریہ رضویہ پبلیکیشنزلاہور، اگست2014، ص196،
[31] ۔محمد الیاس ہاشمی، حضور نبی ﷺ بحیثیت منتظم اعلی، نوریہ رضویہ پبلیکیشنزلاہور، اگست2014، ص197
[32] ۔ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ، ناشران وتاجران کتب لاہور، جون2015، ج2، ص 336
[33] ۔محمد الیاس ہاشمی، حضور نبی ﷺ بحیثیت منتظم اعلی، نوریہ رضویہ پبلیکیشنزلاہور، اگست2014، ص199
[34] ۔نعیم صدیقی، محسن انسانیت، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، جنوری2020، ص569
[35] ۔خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران وتاجران لاہور، جنوری2021، ص 219